Rev. Amos Masih

DID CHRIST DIE VOLUNTARILY ?

کیا مسیح جبراً مصلوب ہوئے؟

مصنفہ

عبداللہ عبدالفادی و آرتھر آیسن صاحبان

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی

انارکلی۔ لاہور

سنہ ۱۹۵۰ء

تعداد ۲۰۰۰

بار دوم

قیمت ایک آنہ

کیا مسیح جبراً مصلوب ہوئے؟

مصر میں مسٹر م۔ ع نے ایک چو ورقہ رسالہ شائع کیا ہے۔ جس کا نام "محبت المسیح فی حفظ وصایاہ" ہے جس میں آپ نے اس امر کے ثابت کرنے کی بے فائدہ کوشش کی ہے۔ کہ "مسیح اپنی رضامندی سے نہیں۔ بلکہ جبراً صلیب دیئے گئے اور جبراً جان دے دینا کفارہ کے منافی ہے" آپ کی دلائل از قرار ذیل ہیں:-

جس رات مسیح گرفتار ہونے کو تھے اور جب آپ کو معلوم ہوا۔ کہ یہوداہ اسکریوتی مجھے پکڑوائے گا۔ تو آپ نے یہ فرمایا۔ کہ "اُس آدمی پر افسوس ہے جس کے وسیلے سے ابنِ آدم پکڑوایا جاتا ہے۔ اگر وہ آدمی پیدا نہ ہوتا، تو اُس کے لئے اچھا ہوتا..... اور نہایت حیران و بے قرار ہونے لگا اور اُن سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے.... اور تھوڑا آگے بڑھا اور زمین پر گر کر دُعا مانگنے لگا..... اور کہا اے ابّا۔ اے باپ تجھ سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ اِس پیالے کو میرے پاس سے ہٹالے۔ تاہم جو مَیں چاہتا ہوں وہ نہیں۔ بلکہ جو تُو چاہتا ہے۔ وہی ہو..... پھر اُس نے کہا وقت آ پہنچا ہے۔ دیکھو ابنِ آدم گنہگاروں کے ہاتھ میں حوالہ کیا جاتا ہے۔ اُٹھو چلیں دیکھو میرا پکڑوانے والا نزدیک آ پہنچا ہے۔ اور وہ یہ کہہ ہی رہا تھا۔ کہ فی الفور یہوداہ جو اُن بارہ میں سے تھا۔ اور اُس کے ساتھ ایک بھیڑ تلوار اور لاٹھیاں لئے ہوئے سردار کاہنوں اور فقیہوں اور بزرگوں کی طرف سے آ پہنچی۔ اور اُس کے پکڑوانے والے نے اُنہیں بتا دیا

تھا۔ کہ جس کا میں بوسہ لوں وہی ہے۔ اُسے پکڑ کر حفاظت سے لے جانا۔ وہ آکر فی الفور اُس کے پاس گیا اور کہا۔ اے ربّی اور اُس کے بوسے لئے انہوں نے اُس پر ہاتھ ڈال کر اُسے پکڑ لیا . . . . اور تیسرے پہر کے قریب یسوع نے بڑی آواز سے چلا کر کہا۔ ایلی ایلی لما سبقتنی یعنی اے میرے خدا تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔" (متی ۲۶ و ۲۸ باب)

مسٹر موصوف فرماتے ہیں۔ کہ عباراتِ مافوق سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسیح صلیب اُٹھانے پر راضی نہ تھے، بلکہ بھاگنا چاہتے تھے۔

ہمیں اس فاضل کے انصاف اور دیانت پر تعجب ہوتا ہے۔ کہ مقدس متی کے دو نو بابوں کی عبارت کو کس طرح قطع و بُرید کیا ہے جتنے جملے آپ کے حسب منشاء تھے اُن کو تو لے لیا اور باقی عبارت کو چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ آدابِ مناظرہ اور شرائطِ مُباحثہ اور طریق اعتراض یہ ہے۔ کہ منقولی دلائل لفظ بہ لفظ نقل کئے جائیں۔ اس لئے ہم اوّل ان عبارتوں کو نقل کریں گے۔ جن کو ہمارے مخالف نے اس غرض سے کہ حق بات ظاہر نہ ہو چھوڑ دیا ہے اور جن سے روز روشن کی طرح یہ ثابت ہوتا ہے کہ فی الحقیقت حضور مسیح نے اپنی رضامندی اور خوشی سے جان دی۔ اس کے بعد ہم آپ ہی کے استدلالات سے آپ کی تردید کریں گے۔

(۱) اسی باب ۲۶ کی آیت ۶ سے ۱۳ تک یُوں لکھا ہے کہ:۔

(۶) "اور جب یسوع بیت عنیاہ میں شمعون کوڑھی کے گھر میں تھا۔

(۷) تو ایک عورت سنگ مرمر کی عطردانی میں قیمتی عطر لے کر اُس کے پاس آئی۔ اور جب وہ کھانا کھانے بیٹھا تھا۔ تو اس کے سر پر ڈالا (۸) شاگرد یہ دیکھ کر خفا ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ کس لئے ضائع کیا گیا؟ (۹) یہ تو بڑے داموں کو بِک کر غریبوں کو دیا جا سکتا تھا۔ (۱۰) یسوع نے یہ جان کر اُن

سے کہا۔ کہ اس عورت کو کیوں دق کرتے ہو؟ اس نے تو میرے ساتھ بھلائی کی ہے (۱۱) کیونکہ غریب غرباء تو ہمیشہ تمہارے ساتھ ہیں لیکن مَیں تمہارے پاس ہمیشہ نہ رہوں گا۔ (۱۲) اور اس نے جو یہ عطر میرے بدن پر ڈالا۔ یہ میرے دفن کی تیاری کے واسطے کیا۔ (۱۳) مَیں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ تمام دُنیا میں جہاں کہیں اس خوشخبری کی منادی کی جائے گی یہ بھی جو اس نے کیا اس کی یادگاری میں کہا جائے گا۔"

عبارت خط کشیدہ سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ خُداوند کو اپنی موت کا پُورا اور کامل علم تھا۔ پس اگر موت پر راضی نہ ہوتے اور "بھاگنا چاہتے تھے" تو بھاگنے کا بہت اچھا موقعہ تھا۔ اور یہیں سے گرفتار ہونے سے قبل آپ بھاگ سکتے تھے۔ لیکن چونکہ خُداوند صلیبی موت پر راضی تھے۔ اس لئے موت کی انتظاری میں ٹھہرے رہے اور اپنے کفارہ ہونے کو بدیں الفاظ ظاہر کیا۔ کہ "جہاں کہیں اس خوشخبری کی منادی کی جائے گی الخ" کیونکہ "خوشخبری" کے معنے ہمارے منجی کا کفارہ ہیں۔

(۲) پھر اسی باب ۲۶ کی آیت ۱۸ میں خداوند کا یہ فرمانا کہ "شہر میں فلاں شخص کے پاس جا کر اُس سے کہنا اُستاد فرماتا ہے۔ کہ میرا وقت نزدیک ہے" یہ دوسری دلیل ہے کہ مسیح کو اپنی موت کا علم تھا۔ اور اگر وہ راضی نہ ہوتے تو اُن کے بھاگنے کے لئے بہت اچھا موقعہ تھا۔

(۳) پھر اسی باب ۲۶ کی ۲۱ آیت میں خُداوند کا یہ فرمانا۔ کہ "مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک مجھے پکڑوائے گا" ثابت کرتا ہے کہ خُداوند کو نہ صرف اپنی موت کا علم تھا بلکہ اپنے پکڑوانے والے کو بھی جانتے تھے۔ چنانچہ جب یہوداہ نے کہا کہ "کیا مَیں ہوں؟" تو خداوند نے فرمایا کہ "تُو نے خود کہہ دیا" یہ تیسری دلیل ہے۔ کہ اگر خُداوند موت پر راضی نہ ہوتے اور بھاگنا چاہتے۔ تو ضرور بھاگ سکتے تھے۔

(۴) پھر اسی باب ۲۶ کی ۲۶ و ۲۸ آیتوں میں خُداوند کا یہ قول کہ "لو کھاؤ یہ میرا بدن ہے" اور "تم سب اس میں سے پیو کیونکہ یہ عہد کا میرا وہ خون ہے۔ جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے" اس بات کی چوتھی دلیل ہے۔ کہ خُداوند نے اپنی خوشی سے صلیبی موت کو ہمارے گناہوں کے لئے منظور فرمایا تھا۔

(۵) خُداوند کا یہ قول کہ "مَیں تم سے سچ کہتا ہوں کہ انگور کا یہ شیرہ پھر کبھی نہ پیؤں گا۔ اُس دن تک کہ تمہارے ساتھ اپنے باپ کی بادشاہت میں نیا نہ پیؤں" (۲۶ باب ۲۹) اس امر کی تصریح کرتا ہے۔ کہ آپ کو اپنی موت کا خوب علم تھا۔ اور پھر بھی آپ نہیں بھاگے۔

(۶) خداوند کا اپنے شاگردوں اور پطرس سے یہ کہنا کہ "تم اِسی رات میری بابت ٹھوکر کھاؤ گے . . . . . مَیں تجھ سے سچ سچ کہتا ہوں کہ اسی رات مُرغ کے بانگ دینے سے پہلے تُو تین بار میرا انکار کرے گا" (۲۶: ۳۱ - ۳۵) صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ آپ کو اپنی گرفتاری کے وقت کا علم تھا اور پھر بھی آپ رُوپوش نہیں ہوئے۔ اور نہ موت سے بچتے رہے۔

(۷) اسی باب (۲۶) کی دوسری آیت سے جس کو مسٹر م۔ ع نے قصداً چھوڑ دیا اور جس سے ہمارے خُداوند کی رضامندی ظاہر ہوتی ہے۔ واضح ہوتا ہے۔ کہ خُداوند کو اپنی صلیبی موت کا وقت بھی معلوم تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ "تم جانتے ہو کہ دو دن کے بعد فسح ہوگی اور ابنِ آدم مصلوب ہونے کو پکڑوایا جائیگا۔"

(۸) مسٹر م۔ ع ہمارے خُداوند کے اس قول سے کہ "وہ نہایت حیران اور بے قرار ہونے لگا اور اُن سے کہا میری جان نہایت غمگین ہے یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ اور تھوڑا آگے بڑھا اور زمین پر گر کر دُعا مانگنے لگا . . . . . اور کہا

کہ اے ابّا۔ اے باپ یہ پیالہ مجھ سے ہٹالے" یہ استدلال کرتے ہیں۔ کہ ہمارے مُنجی موت سے ڈرتے تھے۔ اگر آپ ہمارے گذشتہ حوالہ جات پر پھر ایک بار نظر ڈال دیں تو آپ پر روشن ہو جائے گا۔ کہ ہمارے مخالف کا استدلال کس قدر دُور از انصاف ہے۔ جب کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ مسیح نے اپنی رضامندی اور اختیار سے صلیبی موت منظور فرمائی۔ ہم اپنے دوست کو بتلانا چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے مُنجی کا یہ خوف وہراس محض اس لئے تھا کہ اُن کے بشری قویٰ مضمحل ہو کر قبل از وقت جواب نہ دیں اور ایسا نہ ہو۔ کہ صلیبی موت سے پیشتر آپ خوف زدہ ہو جائیں۔ کیونکہ آپ کے جسمانی قویٰ نہایت کمزور ہو گئے۔ چنانچہ آپ کا پسینہ خون کے قطروں کی طرح ٹپک رہا تھا (لوقا ۲۲: ۴۴) چونکہ خُداوند یہ نہیں چاہتے تھے۔ کہ صلیبی موت کے بغیر فوت ہوں لہٰذا خُدا سے دُعا کرتے ہیں کہ اے خدا اس پیالہ کو یعنی اس موت کو جو بغیر صلیب کے قویٰ کے ضعف کی وجہ سے مجھ پر طاری ہونے والی ہے مجھ سے روک دے۔ چنانچہ آپ کی یہ دُعا سُنی گئی اور صلیبی موت آپ کو نصیب ہوئی۔

مقدّس پولُوس نے نہایت تفصیل کے ساتھ اس امر کو بیان کیا ہے۔ کہ کس طرح خُداوند اس موت سے پریشان تھے جو صلیب سے پہلے واقع ہونے والی تھی۔ چنانچہ عبرانیوں کے خط میں لکھتے ہیں۔ کہ ؛۔ "اُس نے اپنی بشریت کے دنوں میں زور زور سے پُکار کر اور آنسو بہا بہا کر اُسی سے دُعائیں اور التجائیں کیں جو اس کو موت سے بچا سکتا تھا۔ اور خُدا ترسی کے سبب اُس کی سُنی گئی۔ اور باوجود بیٹا ہونے کے اُس نے دُکھ اُٹھا اُٹھا کر فرمانبرداری سیکھی اور کامل بن کر اپنے سب فرمانبرداروں کے لئے ابدی نجات کا باعث ہوا اور اُسے خُدا کی طرف سے ملکِ صدق کے طور کے سردار کاہن کا خطاب ملا۔" (عبرانیوں ۵: ۷-۱۰)

غور کا مقام ہے کہ اگر مسیح کے تضرع اور آنسو بہانے کا مطلب صرف یہ تھا

کہ صلیبی موت سے بچ جائیں تو اس جملہ کا کیا مطلب ہے۔ کہ "خداترسی کے سبب اُس کی سُنی گئی ہے" حالانکہ حضور مسیح صلیبی موت سے نہ بچ سکے۔ اور عین صلیب پر فوت ہوئے۔ پھر اگر حضور صلیب پر مرنا نہیں چاہتے تھے۔ تو اس جملہ کے کیا معنی ہو سکتے ہیں کہ "باوجود بیٹا ہونے کے اُس نے دُکھ اٹھا اٹھا کر فرمانبرداری سیکھی ؟" کیا فرمانبرداری کے یہی معنی ہیں کہ خدا کی مرضی تو یہ ہو۔ کہ اُس کا بیٹا صلیب پر مرے۔ لیکن بیٹا یہ چاہے کہ میں صلیبی موت نہ مروں! اگر حضور کی صلیبی موت اجباری تھی۔ تو اس جملہ کا کیا مطلب ہے۔ کہ اپنے سب فرمانبرداروں کے لئے نجات ابدی کا باعث ہوا جس کے معنے صاف قربانی اور کفّارے کے ہیں۔

اسی وجہ سے خُداوند نے اپنے شاگردوں سے کہا کہ "میری جان نہایت غمگین ہے یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے" اور یہ نہیں کہا۔ کہ "میری جان موت کی وجہ سے غمگین ہے"۔ جو عقلمند ہیں ان دونوں جملوں میں زمین وآسمان کا فرق پائیں گے۔ چونکہ بے حد تکالیف اور مصیبتوں کی وجہ سے عنقریب تھا کہ خُداوند طبعی موت سے مر جائیں۔ اس لئے آپ نے اس طبعی موت سے بچنے کے لئے دُعائیں کیں تاکہ آپ صلیبی موت سے مر جائیں۔ جس کے لئے آپ تشریف لائے تھے۔ اور آپ کی یہ دُعا کہ طبعی موت سے بچ جاؤں سُنی گئی۔ ہمارا دعویٰ ذیل کے دلائل پر مبنی ہے۔

اوّل یہ کہ خُداوند نے یہ نہیں کہا۔ کہ "موت سے"۔ دوم یہ کہ اسی باب کی اہم آیت میں ایک جملہ ہے۔ جس کو مسٹر م۔ ع نے قصداً چھوڑ دیا ہے وہ یہ کہ "رُوح تو مستعد ہے لیکن جسم کمزور ہے"۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ ضعف کی وجہ سے صلیبی موت سے پہلے مر جاؤں۔ سوم یہ کہ مقدس لوقا لکھتے ہیں۔ کہ "آسمان سے ایک فرشتہ اُس کو دکھائی دیا وہ اُسے تقویت دیتا تھا"۔ (لوقا ۲۲: ۴۳) فرشتہ کس کو تقویت دیتا تھا اس کی انسانیت کو تاکہ قبل از وقت مر نہ جائے۔ چہارم یہ کہ بار بار اپنے شاگردوں کے

پاس آنا اور اُن کو جگانا تاکہ اُن کی صحبت اور موانست سے آپ کو صلیبی موت تک تقویت مل جائے۔ یہ چار دلائل ان کے لئے جو عقلمند اور منصف مزاج ہیں۔ کافی سے زیادہ ہیں۔

(۹) مسٹر م۔ ع نے خداوند کے اس قول سے کہ "وقت آ پہنچا ہے۔ "دیکھو ابن آدم گنہگاروں کے ہاتھ میں حوالے کیا جاتا ہے۔ اُٹھو چلیں دیکھو میرا پکڑوانے والا قریب آ پہنچا ہے۔" یہ استدلال کیا ہے۔ کہ مسیح بھاگنا چاہتے تھے۔ جو محض ایک بہتان اور افترا ہے کیونکہ جملہ بالا سے مسیح کی رضامندی ظاہر ہوتی ہے۔ نہ کہ نارضامندی۔ جیسا کہ ہم نے کہیں مفصل بیان کیا ہے کہ خُداوند کو اپنے گرفتار ہونے سے مُدتوں قبل اس کا علم تھا۔ کہ مَیں یہودیوں کے ہاتھوں میں گرفتار ہو جاؤں گا۔ اور بالآخر نہایت تکالیف کے ساتھ مارا جاؤں گا۔ پس اگر حضُور کو بھاگنا منظور ہوتا۔ تو بہت پہلے بھاگ جاتے جہاں اُن کو بھاگنے کا موقعہ بھی کافی مِلتا تھا۔ پس ایک عقلمند کس طرح یہ سمجھ سکتا ہے کہ جب اُن کو بھاگنے کا موقعہ حاصل تھا۔ اُس وقت تو نہیں بھاگے اور جب ان کو بھاگنے کا موقعہ نہیں بھاگنا چاہتے ہیں۔ بلکہ خُداوند کا اس قول سے کہ "آؤ چلیں دیکھو میرا پکڑوانے والا قریب آ پہنچا ہے"۔ یہ مطلب تھا کہ ہم کو اپنے دُشمنوں کے آگے جانا چاہیئے اور اپنے کو اُن کے ہاتھ میں گرفتار کروانا چاہیئے۔ تاکہ خُدا کی مرضی جلد پُوری ہو۔

(۱۰) چنانچہ مقدّس یوحنّا نے اس کی تصریح کی ہے۔ کہ مسیح گرفتار ہونے کے لئے آگے جانا چاہتے تھے۔ مقدّس یوحنّا لکھتے ہیں۔ کہ "یہ اس لئے ہوتا ہے کہ دُنیا جانے کہ مَیں باپ سے محبّت رکھتا ہُوں۔ اور جس طرح باپ نے مجھے حُکم دیا مَیں ویسا ہی کرتا ہُوں۔ اُٹھو یہاں سے چلیں۔" (۱۴: ۳۱) پس اگر خُداوند کا مقصد بھاگ جانا ہوتا تو مسیح ہرگز یہ نہ فرماتے کہ "مَیں باپ سے محبّت رکھتا ہُوں"۔ کیونکہ محبّت کے معنے

فرمانبرداری ہے۔ حالانکہ بقول مخالف مسیح خُدا کی نافرمانبرداری کرتے ہیں۔ اور موت سے بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور پھر مسیح کا یہ فرمانا کہ جس طرح باپ نے مجھے حُکم دیا ہے مَیں ویسا ہی کرتا ہُوں" صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ مسیح موت کا مقابلہ کرنے کے لئے جانا چاہتے تھے۔ نہ کہ بھاگ جانا۔

(۱۱) مسٹر م۔ ع۔ نے خُداوند کے ایک قول کو قصداً چھوڑ دیا ہے۔ جس سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ خُداوند موت پر راضی تھے وہ قول یہ ہے۔ کہ یسوع نے اُس سے کہا۔ اپنی تلوار کو میان میں کرلے۔ ..... کیا تُو نہیں سمجھتا کہ مَیں اپنے باپ سے منت کر سکتا ہُوں۔ اور وہ فرشتوں کے بارہ تُمن سے زیادہ میرے پاس ابھی موجود کر دے گا۔ مگر وہ نوشتے کہ یُونہی ہونا ضرور ہے کیونکر پُورے ہوں گے" پھر اپنے گرفتار کرنے والوں سے فرمایا کہ "مجھے ڈاکو کی طرح پکڑنے نکلے ہو؟ مَیں ہر روز ہیکل میں بیٹھ کر تعلیم دیتا تھا۔ اور تم نے مجھے نہیں پکڑا۔ مگر یہ سب کُچھ اس لئے ہُوا ہے۔ کہ نبیوں کے نوشتے پُورے ہوں" (متی ۲۶: ۵۱-۵۶)

ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ مسٹر م۔ ع نے اُوپر والی عبارت کو کیوں چھوڑ دیا۔ آیا اس لئے کہ آپ ایک متعصب شخص ہیں۔ یا اس لئے کہ آپ کو حق کے ساتھ دشمنی ہے۔ لیکن ہم حُسنِ ظن سے کام لے کر یہ کہیں گے۔ کہ آپ کا مطالعہ عمیق نہیں سطحی ہے۔ اور انجیل مقدّس سے آپ واقف نہیں ہیں حالانکہ محققین پر یہ فرض ہے۔ کہ وہ فریق مخالف کی کُتب پر حاوی ہوں اور اُن کے تمام دعاوی کو لفظ بہ لفظ نقل کریں۔ اگر مسٹر م۔ ع اس قانون پر عمل کرتا تو یقیناً وہ خود اپنی غلطیوں کا پردہ چاک کرتا۔

آیاتِ مافوق سے روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔ کہ خُداوند صلیبی موت پر بالکل راضی تھے۔ اگر وہ راضی نہ ہوتے۔ تو فرشتوں سے مدد لے کر

اپنے مخالفین کی جڑ مٹا دیتے - اور اس صورت میں آپ کو بھاگنے کی بھی ضرورت نہ رہتی - لیکن چونکہ آپ ہمہ تن راضی بہ قضا تھے - اس لئے نہ تو بھاگنے کی کوشش کی - اور نہ ہی فرشتوں سے مدد چاہی -

(۱۲) ان مواضع میں سے جس سے مسٹر م - ع نے چشم پوشی اختیار کی ہے - اور حق سمجھ کر چھوڑ دیا ہے - متی کے ۲۶ باب کی ۵۹ تا ۶۳ آیات ہیں - جن میں مذکور ہے - کہ سردار کاہن اور سارے صدر عدالت مسیح کے برخلاف جھوٹی گواہی ڈھونڈنے لگے اور آخرکار دو گواہوں نے آکر کہا - کہ "اس نے کہا کہ میں خدا کے مقدس کو ڈھا سکتا ہوں - اور تین دن میں اسے بنا سکتا ہوں -" اس پر سردار کاہن نے کہا - کہ تو کیوں ان کا جواب نہیں دیتا - "مگر یسوع چپکا ہی رہا -" حالانکہ خداوند نے دو ڈھائی سال پیشتر فرمایا تھا - کہ "تم اس ہیکل کو ڈھا دو - تو میں تین دن میں کھڑا کر دوں گا - مگر اس نے اپنے بدن کے مقدس کی بابت کہا تھا -" (یوحنا ۲: ۱۹) سردار کاہن کے خداوند کو باصرار کہنے - کہ تو ان کا جواب دے - اور خداوند کا اُن کی جھوٹی گواہی کو سن کر خاموش رہنے سے صاف واضح ہوتا ہے کہ خداوند موت سے بچنا نہیں چاہتے تھے - ورنہ خداوند اپنی صفائی پیش کرتے اور اُن کی تردید کر کے آسانی کے ساتھ چھوٹ جاتے -

(۱۳) مسٹر م - ع نے محض حق پوشی کی غرض سے نہ صرف مافوق کی آیتوں کو چھوڑ دیا ہے - بلکہ مقدس متی ۲۶: ۶۳ - ۶۵ کو بھی قصداً چھوڑ دیا ہے - جن سے حضور کی صلیبی موت پر رضامندی ظاہر ہوتی ہے - وہ

آیتیں یہ ہیں :-

"سردار کاہن نے اُس سے کہا۔ میں تجھے زندہ خُدا کی قسم دیتا ہُوں۔ کہ اگر تُو خُدا کا بیٹا مسیح ہے۔ تو ہم سے کہہ دے۔ یسُوع نے اُس سے کہا۔ تُونے خُود کہہ دیا۔ بلکہ مَیں تم سے کہتا ہُوں۔ کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادرِ مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے اس پر سردار کاہن نے یہ کہہ کر اپنے کپڑے پھاڑے۔ کہ اُس نے کُفر بکا ہے۔ اب ہمیں گواہوں کی کیا حاجت رہی! دیکھو تم نے یہ کُفر سُنا ہے۔ تمہاری کیا رائے ہے؟

سردار کاہن نے جب دیکھا۔ کہ گواہوں میں اختلاف ہے۔ اور اس اختلاف کے ہوتے ہوئے۔ وہ مسیح کو قتل نہیں کروا سکتا ہے۔ لہذا اُس نے نہایت چالاکی سے یہ چاہا۔ کہ خود مسیح کی زبان سے ایسے الفاظ نکلوائے۔ جن سے اُس پر قتل کا فتویٰ ثابت ہو سکے۔ چنانچہ اُس نے جو کچھ کہلوانا چاہا تھا۔ کہلوا دیا۔ اور خُداوند نے صاف صاف اپنے ابن اللہ ہونے کا اقرار کیا۔ اور اسی اقرار کی وجہ سے سردار کاہن نے آپ پر کُفر کا فتویٰ لگا دیا۔

قابلِ غور امر یہ ہے۔ کہ اگر حضُور مسیح موت سے بچنا چاہتے۔ تو وہ نہایت آسانی کے ساتھ اپنے ابن اللہ ہونے کا ذکر نہ کر کے چھُوٹ جاتے۔ لیکن چونکہ آپ کو صلیب ہی پر مرنا منظور تھا۔ اس لئے آپ نے وہی کہا۔ جس کے باعث سے آپ کو صلیب دی جائے۔

(۱۴) افسوس ہے کہ مسٹر م۔ ع نے انجیل جلیل کو بے تعصب ہو کر نہیں پڑھا۔ ورنہ اسی انجیل متی کے ۱۷ باب میں ان کو دو ایسی باتیں مل جاتیں۔ جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خُداوند صلیبی موت مرنا چاہتے تھے۔

پہلی بات یہ ہے۔ کہ جب حضور پیلاطُس کے سامنے پیش ہوئے۔ تو پیلاطُس نے آپ سے کہا۔ کہ "کیا تُو یہودیوں کا بادشاہ ہے؟ حضور نے جواب دیا۔ کہ "تُو خود کہتا ہے۔" یعنی ہاں جیسا تُو کہتا ہے۔ مَیں وہی ہُوں اگر اس موقعہ پر خُداوند انکار کرتے۔ تو آپ یقیناً رہا ہوتے۔ لیکن از بس کہ آپ کو رہائی منظور نہ تھی۔ اس لئے آپ نے اُس کا جواب دیا جس سے پیلاطُس سمجھے کہ آپ یہودیوں کے بادشاہ ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب یہودیوں کے بزرگ۔ اور کاہن پیلاطس کے آگے حضور پر طرح طرح کے الزام لگا رہے تھے۔ اُس وقت پیلاطُس نے حضور سے کہا۔ کہ تُو اِن کا جواب کیوں نہیں دیتا؟ خُداوند نے اُن کے ایک الزام کا بھی جواب نہیں دیا۔ جس سے خود پیلاطُس کو تعجّب ہُوا۔ اگر خُداوند موت سے بچنا چاہتے۔ تو اُن کا جواب دے کر چھُوٹ سکتے تھے۔

(۱۵) مسٹر م۔ ع نے اس جُملہ سے ۔ کہ "پھر یشوع بڑی آواز سے چلّایا۔ اور جان دی" (متی ۲۷: ۴۶) یہ بھدّا استدلال کیا ہے۔ کہ حضُور کے چلّانے سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ موت پر رضامند نہ تھے۔ اگر یہ صاحب اناجیل کو دیانت داری کے ساتھ پڑھتے۔ تو ان کو معلوم ہوجاتا۔ کہ آپ کا چلّانا موت کے ڈر سے نہ تھا۔ بلکہ آپ نے چلّا کر ایک پیشین گوئی کے پُورے ہونے کی اطّلاع دی۔ وہ یہ کہ "پُورا ہُوا" (یوحنّا ۱۹: ۳۰) یعنی ذبح عظیم۔ خُدا کا ازلی ارادہ۔ شریعت کا مقصد۔ اور انبیاء عہدِ قدیم کی پیشین گوئیاں آج پُوری ہوئیں۔

(۱۶) اس جملہ سے بھی کہ "جان دی" حضُور کی رضامندی ظاہر

ہوتی ہے۔

(۱۷) خُداوند کے اس قول سے بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ آپ صلیبی موت پر راضی تھے۔ کہ "ابنِ آدم اس لئے نہیں آیا ہے۔ کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے۔ اور اپنی جان بہتیروں کے بدلے فدیہ میں دے۔" (متی ۲۰: ۲۸ و مرقس ۱۰: ۴۵)

(۱۸) خُداوند اپنی قربانی کو بدیں الفاظ پیش کرتے ہیں۔ کہ:۔

"اس سے زیادہ محبّت کوئی شخص نہیں کرتا۔ کہ اپنی جان اپنے دوستوں کے لئے دے دے۔" (یُوحنّا ۱۵: ۱۳)

(۱۹) پھر خُداوند فرماتے ہیں۔ کہ باپ مجھ سے اس لئے محبّت رکھتا ہے۔ کہ میں اپنی جان دیتا ہُوں۔ تاکہ اسے پھر لے لُوں۔ کوئی اسے مجھ سے چھینتا نہیں بلکہ میں اسے آپ ہی دیتا ہُوں۔" (یُوحنا ۱۰: ۱۷ و ۱۸)

(۲۰) پھر آپ فرماتے ہیں۔ کہ "اچھا چرواہا میں ہُوں۔ اچھا چرواہا بھیڑوں کے لئے اپنی جان دیتا ہے۔" (یوحنّا ۱۰: ۱۱)

(۲۱) خُداوند کو پوُری طرح سے علم تھا۔ کہ آپ کس موت سے اور کس طرح مارے جائیں گے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ کہ:۔

اور یروشلیم جاتے ہُوئے یسُوع بارہ شاگردوں کو الگ لے گیا۔ اور راہ میں اُن سے کہا۔ "دیکھو ہم یروشلیم کو جاتے ہیں۔ اور ابنِ آدم سردار کاہنوں اور فقیہوں کے حوالے کیا جائے گا۔ اور وہ اُس کے قتل کا حُکم دیں گے۔ اور اُسے غیر قوموں کے حوالے کریں گے۔ تاکہ وہ اُسے ٹھٹھوں میں اُڑائیں۔ اور کوڑے ماریں اور صلیب

پر چڑھائیں - اور وہ تیسرے دن زندہ کیا جائے گا۔"
(متی ۲۰: ۱۷-۱۹ و لوقا ۱۸: ۳۱-۳۳)

(۲۲ و ۲۳ و ۲۴) خداوند اپنی موت کے متعلق فرماتے ہیں۔ کہ
"اور جس طرح موسیٰ نے سانپ کو بیابان میں اُونچے پر
چڑھایا - اسی طرح ضرور ہے۔ کہ ابنِ آدم بھی اُونچے پر چڑھایا
جائے۔ تاکہ جو کوئی ایمان لائے۔ اُس میں ہمیشہ کی
زندگی پائے۔" (یوحنا ۳: ۱۴-۱۶)

یشوع نے پطرس سے کہا۔ "تلوار کو میان میں رکھ۔ جو پیالہ باپ نے مجھ کو
دیا۔ کیا میں اسے نہ پیئوں۔" (یوحنا ۱۸: ۱۱) اور جس طرح باپ نے مجھے
حکم دیا ہے۔ میں ویسا ہی کرتا ہوں۔ اُٹھو، یہاں سے چلیں۔" (یوحنا
۱۴: ۳۱)

(۲۵) خداوند فرماتے ہیں۔ کہ :-
"جو روٹی میں جان کی زندگی کے لئے دُوں گا - وہ میرا گوشت
ہے۔" (یوحنا ۶: ۵۱)

(۲۶) پھر فرماتے ہیں۔ کہ :-
یہ عہد کا میرا وہ خون ہے۔ جو بہتیروں کے لئے گناہوں کی
معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے۔" (متی ۲۶: ۲۶ و لوقا ۲۲:
۱۹ و مرقس ۱۴: ۲۲)

ہم نے نہایت اختصار سے کام لے کر یہ ۲۶ دلائل خود اپنے مُنجی کے کلام
سے پیش کئے ہیں۔ جن سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے
مُنجی کی صلیبی موت اجباری نہیں - بلکہ اختیاری تھی - اب ہم عہدِ قدیم

میں سے بعض ایسی پیشین گوئیاں ہدیۂ ناظرین کریں گے۔ جن سے کھلے طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ ہمارے منجی کی صلیبی موت اختیاری تھی۔

(۱) یسعیاہ نبی حضور کے ساتھ ان کے دشمنوں کا سلوک اور استہزا کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"میں نے اپنی پیٹھ پیٹنے والوں کے اور اپنی ڈاڑھی نوچنے والوں کے حوالہ کی۔ میں نے اپنا منہ رسوائی اور تھوک سے نہیں چھپایا۔" (یسعیاہ ۵۰: ۶)

تمام آیت میں لفظ "میں" موجود ہے۔ جو اختیار پر دلالت کرتا ہے۔

(۲) پھر یسعیاہ نبی پیشین گوئی کے طور پر فرماتے ہیں۔ کہ:۔

"یقیناً اس نے ہماری مشقتیں اٹھالیں۔ اور ہمارے غموں کا بوجھ اپنے اوپر چڑھایا۔ پر ہم نے اُس کا یہ حال سمجھا۔ کہ وہ خدا کا مارا کوٹا اور ستایا ہوا ہے۔ پر وہ ہمارے گناہوں کے سبب گھائل کیا گیا۔ اور ہماری بدکاریوں کے باعث کچلا گیا۔ ہماری ہی سلامتی کے لئے اُس پر سیاست ہوئی۔ تاکہ اُس کے مار کھانے سے ہم چنگے ہوں۔ ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے ہم میں سے ہر ایک اپنی راہ کو پھرا۔ پر خداوند نے ہم سبھوں کی بدکاری اُس پر لادی۔ وہ تو نہایت ستایا گیا۔ اور غمزدہ ہوا۔ تو بھی اُس نے اپنا منہ نہ کھولا۔ وہ جیسے برہ جسے ذبح کرنے لے جاتے۔ اور جیسے بھیڑ اپنے بال کترنے والوں کے آگے بے زبان ہے۔ اسی طرح اُس

نے اپنا مُنہ نہ کھولا - ایذا دے کے اور اُس پر حُکم کرکے وہ اُسے لے گئے - پر کون اُس کے زمانے کا بیان کرے گا؟ کہ وہ زندوں کی زمین سے کاٹ ڈالا گیا - میری گروہ کے گناہوں کے سبب اُس پر مار پڑی - اس کی قبر بھی شریروں کے درمیان ٹھرائی گئی تھی - پر وہ اپنے مرنے کے بعد دولت مندوں کے ساتھ ہُؤا - کیونکہ اُس نے کسی طرح کا ظلم نہ کیا - اور اُس کے مُنہ میں ہرگز چھل نہ تھا -

لیکن خُداوند کو پسند آیا - کہ اُسے کچلے - اُس نے اُسے غمگین کیا - جب اُس کی جان گناہ کے لئے گزرانی جائے - تو اپنی نسل کو دیکھے گا - اور اُس کی عُمر دراز ہو گی اور خُدا کی مرضی اُس کے ہاتھ کے وسیلے بر آئے گی - اپنی جان ہی کا دُکھ اُٹھا کے وہ اُسے دیکھے گا - اور سیر ہو گا اپنی ہی پہچان سے میرا صادق بندہ بہتوں کو راستباز ٹھرائے گا - کیونکہ وہ اُن کی بدکاریاں اپنے اُوپر اٹھا لے گا - اس لئے میں اُسے بزرگوں کے ساتھ ایک حصہ دُوں گا - اور وہ لوٹ کا مال زور آوروں کے ساتھ بانٹ لے گا - کہ اُس نے اپنی جان موت کے لئے انڈیل دی اور وہ گُنہ گاروں کے درمیان شمار کیا گیا - اور اُس نے بہتوں کے گُناہ اُٹھا لئے - اور گنہگاروں کی شفاعت کی -"

(۵۳: ۴ - ۱۲ پُرانا ترجمہ)

غرض کہ ان تمام پیشین گوئیوں سے بہ صراحت معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضور نہایت رضامندی اور خوشنودی کے ساتھ اپنے گنہگار بندوں کی خاطر اپنی جان دیں گے۔ اگر ہم ان تمام پیشین گوئیوں کو جو عہدِ قدیم میں ہیں یہاں نقل کریں۔ تو یقیناً یہ ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔ لہذا منصف مزاجوں اور اُن کے لئے جن کا دِل تعصب سے خالی ہے۔ اتنا ہی کافی سے زیادہ ہے۔

بشارتی ٹریکٹ

(مسلمانوں کے لئے)

١- انتظامِ مغفرت (کفّارہ) حصّہ اوّل، ٨ صفحے، فی سینکڑہ دو روپے
٢- انتظامِ مغفرت (کفّارہ) حصّہ دوم، ٨ صفحے، فی سینکڑہ دو روپے
٣- نبوّت .. .. ٨ صفحے، فی سینکڑہ دو روپے
٤- ابراہیم حنیف .. .. ٨ صفحے، فی سینکڑہ دو روپے
٥- الوازرة .. .. ٨ صفحے، فی سینکڑہ دو روپے
٦- خطرِعظیم .. .. ٨ صفحے، فی سینکڑہ دو روپے
٧- مقامِ مریم .. .. ٨ صفحے، فی سینکڑہ دو روپے

(عورتوں کے لئے)

٨- بقرعید (مکالمہ) .. .. ٨ صفحے، فی سینکڑہ دو روپے
٩- روزہ (مکالمہ) .. .. ٨ صفحے، فی سینکڑہ دو روپے
١٠- مبارک جمعہ (مکالمہ) .. .. ٨ صفحے، فی سینکڑہ دو روپے
١١- نماز (مکالمہ) .. .. ٨ صفحے، فی سینکڑہ دو روپے
١٢- خالہ عائشہ .. دو صفحے .. فی سینکڑہ آٹھ آنے

ملنے کا پتہ:- پنجاب ریلیجیس بک سوسائٹی۔ انارکلی لاہور

پی۔آر۔بی۔ایس

پریس

لاہور میں

باہتمام

ریورنڈ ڈاکٹر سی۔بی سٹنٹز پرنٹر پبلشر

چھپکر

پنجاب

ریلیجس بک سوسائٹی

انارکلی لاہور

سے

شائع ہوئی